قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ فاطر

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ
مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾

—— ۲ ——

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

شکر اللہ ہی کے لیے ہے، زمین اور آسمانوں کا خالق، فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا،[۹۸] جن کے دو دو، تین تین، چار چار پر ہیں۔[۹۹] وہ خلق میں جو چاہے، اضافہ کر دیتا ہے۔[۱۰۰] یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱

۹۸۔ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس خدا نے زمین و آسمان بنائے ہیں، فرشتوں کو بھی اُسی نے وجود بخشا ہے اور اِس کا مقصد اپنی مخلوقات تک پیغام رسانی ہے۔ لہٰذا زمین و آسمان اور اُن کے درمیان کی سب مخلوقات کی طرح وہ بھی خدا کی ایک مخلوق ہیں۔ وہ اِن کے بنانے میں شریک کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اور اُن کا الوہیت میں کوئی حصہ کس طرح مانا جا سکتا ہے؟ جو لوگ اُن کو یہ حیثیت دے رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اُنھوں نے نہ خدا کی قدر پہچانی ہے، نہ اِن پیغام بروں کی اور نہ اپنی ہی۔

۹۹۔ یعنی اپنی قوت پرواز کے لحاظ سے متفاوت ہیں، کچھ دو پروں کی قوت سے اڑتے ہیں، کچھ چار پروں کی

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ
لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ
يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾

اللہ جو رحمت بھی لوگوں کے لیے کھول دے تو اُسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اور جس کو روک لے تو اُس کے روک لینے کے بعد اُسے پھر کوئی کھولنے والا نہیں ہے[۱۰۱] اور وہی عزیز و حکیم ہے۔ ۲
(اِس لیے) لوگو، اللہ کے جو احسانات تمھارے اوپر ہیں، اُن کا دھیان کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمھیں زمین و آسمان سے روزی دیتا ہے؟ نہیں، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔[۱۰۲] پھر کہاں اوندھے ہوئے جاتے ہو! ۳

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اور کچھ اِس سے بھی زیادہ۔ یہ فرق خود بتا رہا ہے کہ اُنھیں کسی بنانے والے نے بنایا اور اُن کے مراتب و منازل متعین کیے ہیں، وہ آپ سے آپ نہیں بن گئے ہیں کہ سب اپنا مرتبہ یکساں بنا لیتے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... مقصود یہاں صرف یہ واضح کرنا ہے کہ جن نادانوں نے فرشتوں کو الوہیت کے زمرے میں داخل کر رکھا ہے، اُن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بلند کا پتا نہیں ہے۔ خدائی میں شریک ہونا تو در کنار، اُس کے قاصد اور سفیر ہونے میں بھی اُن سب کا درجہ و مرتبہ ایک نہیں ہے، بلکہ کسی کی رسائی کسی منزل تک ہے اور کسی کی پہنچ کسی مقام تک۔" (تدبر قرآن ۶/ ۳۵۴)

۱۰۰۔ یعنی جن صلاحیتوں کی مخلوق چاہے، پیدا کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ فرشتوں سے بھی زیادہ قوت و صلاحیت کی کوئی مخلوق اگر پیدا کر دے تو یہ اُس کی قدرت و حکمت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہوگا۔ اِس کے ہرگز یہ معنی نہیں ہوں گے اور نہیں ہو سکتے کہ اُس کی خدائی میں وہ کسی نوعیت سے شریک ہو گئی ہے۔

۱۰۱۔ آیت میں ایک ہی چیز کے لیے ضمیر ایک جگہ مونث اور دوسری جگہ مذکر آئی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایک جگہ لفظ کا لحاظ کیا گیا ہے اور دوسری جگہ مفہوم کا۔ اِس کی متعدد نظیریں قرآن میں موجود ہیں۔

۱۰۲۔ یعنی جب وہی خالق و رازق ہے تو اُس کے سوا معبود کوئی اور کیوں ہونے لگا؟ ہرگز نہیں، وہی معبود حقیقی

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا
يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ۭ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷
اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ

(اِس کے باوجود، اے پیغمبر)، اگر یہ تمھیں جھٹلاتے ہیں تو کچھ غم نہ کرو، اِس لیے کہ تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبروں کو اِسی طرح جھٹلا دیا گیا تھا۔ (خدا اِنھیں دیکھ رہا ہے) اور یہ سارے معاملات بالآخر خدا ہی کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔۴

لوگو، اللہ کا وعدہ شدنی ہے۔ سو دنیا کی زندگی تمھیں ہرگز کسی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز[۱۰۳] اللہ کے بارے میں تمھیں کبھی دھوکا دینے پائے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان تمھارا دشمن ہے، اِس لیے تم بھی اُسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو اِسی لیے اپنی طرف بلاتا ہے کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہو جائیں۔ (اِس لیے متنبہ ہو جاؤ)، جنھوں نے کفر کیا ہے، اُن کے لیے وہاں سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اُن کے لیے مغفرت ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔۵-۷

(یہ نہیں مان رہے تو اِس میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے، اے پیغمبر)۔ پھر کیا وہ جس کی نگاہوں میں اُس کا برا عمل خوش نما بنا دیا گیا اور وہ اُسی کو اچھا سمجھنے لگا ہے، اُسے تم ہدایت دے سکتے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہے۔ پیچھے جو سوال کیا ہے، اُس کے جواب کا انتظار کیے بغیر یہ بات اِس لیے فرما دی ہے کہ مخاطب مشرکین ہیں اور اُنھیں اِس بات سے انکار نہیں تھا کہ زمین و آسمان کو بنانے والا اللہ ہے اور وہی روزی رساں ہے۔

۱۰۳۔ یعنی شیطان۔ آگے اِس کی وضاحت ہو گئی ہے۔

مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا
يَصْنَعُوْنَ ﴿٨﴾
وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿٩﴾

ہو؟[104] اِس لیے کہ اللہ ہی (اپنے قانون کے مطابق) جسے چاہتا ہے، گم راہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ سو اِن پر افسوس کر کر کے[105] تم اپنے کو ہلکان نہ کرو، اِس لیے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ اُس سے خوب واقف ہے۔ ۸

(لوگو)، اللہ ہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا، پھر وہ بادلوں کو ابھارتی ہیں، پھر ہم نے اُنھیں کسی مردہ زمین کی طرف ہانک دیا، پھر اُن کے پانی سے اُسی زمین کو، اِس کے بعد کہ وہ مری پڑی تھی، زندہ کر دیا۔ لوگوں کا از سر نو زندہ ہو کر اٹھنا بھی اِسی طرح ہو گا۔[106] ۹

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۰۴۔ مطلب یہ ہے کہ اِس طرح کے لوگوں کا ہدایت پانا سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ اللہ کسی ایسے شخص کو کبھی ہدایت نہیں دیتا جو ہر ناخوب کو خوب بنا کر دیکھنے کو اپنا ہنر بنا لے اور خیر و شر کے اُن بنیادی تصورات ہی سے بے گانہ ہو جائے جو خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائے ہیں۔

۱۰۵۔ اہل نحو مصدر کے صلے کو اُس پر متقدم نہیں مانتے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر میں 'عَلَيْهِمْ' کو 'حَسَرٰت' سے متعلق مانا اور فرمایا ہے کہ اِس کا جمع کی صورت میں آنا فرط غم کے اظہار کے لیے ہے۔ آیت کے مدعا پر تدبر کیا جائے تو اُن کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی ترجمہ اُسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

۱۰۶۔ اوپر جس وعدۂ شدنی کا ذکر ہے، یہ اُس کی دلیل بیان فرمائی ہے۔ اِس میں، اگر غور کیجیے تو اسلوب کلام بھی قابل توجہ ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> "... پہلے ماضی کا صیغہ 'اَرْسَلَ' استعمال ہوا ہے۔ پھر مضارع 'تُثِيْرُ' آ گیا۔ اِس کے بعد 'سُقْنَا' اور 'اَحْيَيْنَا' متکلم کے صیغے آ گئے۔ اسلوب کا یہ تنوع اپنے اندر گوناگوں خوبیاں رکھتا ہے جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔ یہاں صرف اتنی بات یاد رکھیے کہ ماضی تو صرف بیان واقعہ کے لیے آتا ہے، مضارع میں تصویر حال

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ
وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾

جو (وہاں) عزت چاہتا ہے، وہ اللہ سے چاہے، اِس لیے کہ عزت تمام تر اللہ ہی کے لیے ہے۔[۱۰۷] اُسی کی جناب میں پاکیزہ کلام[۱۰۸] پہنچتا ہے اور اچھا عمل اُسے اوپر اٹھاتا ہے۔ اور جو لوگ بری تدبیریں کر رہے ہیں،[۱۰۹] اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اُن کی سب تدبیریں بالآخر غارت ہو کر رہیں گی۔ ۱۰

کا پہلو بھی ہوتا ہے اور متکلم کا صیغہ التفات و عنایات خاص پر دلیل ہوتا ہے۔" (تدبر قرآن ۶/ ۳۶۳)

۱۰۷۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ مشرکین اپنے معبودوں کو خدا کے حضور عزت و سرخ روئی کے حصول کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

۱۰۸۔ اِس سے کلمۂ ایمان مراد ہے۔ آگے اچھے عمل کے ذکر سے اِس کو واضح کر دیا ہے۔ آیت میں جس طرح 'عَمَل' کے ساتھ 'صَالِح' کا لفظ ہے، اُسی طرح 'کَلِم' کے ساتھ 'طَيِّب' کا لفظ آیا ہے۔ یہ اُس کی زرخیزی اور ثمر باری کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> "...اِس لیے کہ فلسفۂ دین کے نقطۂ نظر سے یہی کلمہ تمام علم و حکمت کی جڑ ہے۔ جس نے اِس کو پا لیا، اُس نے تمام علم و حکمت کے خزانے کی کلید پا لی اور یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ایمان اور عمل صالح، دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جس طرح ایمان کے بغیر عمل کی کوئی بنیاد نہیں، اُسی طرح عمل کے بغیر ایمان ایک بے جان شے ہے۔" (تدبر قرآن ۶/ ۳۶۳)

اُنھوں نے لکھا ہے:

> "... گویا کلمۂ ایمان کی مثال انگور کی بیل کی ہوئی جو ہے تو بجائے خود نہایت ثمر بار، لیکن اُس کی شادابی و ثمر باری کا تمام تر انحصار اِس امر پر ہے کہ اُس کو کوئی سہارا ملے جس پر وہ چڑھے، پھیلے اور پھولے پھلے۔ یہ سہارا اُس کو عمل صالح سے حاصل ہوتا ہے۔ عمل صالح ہی اُس کو پروان چڑھاتا اور مثمر و بار آور بناتا ہے۔ ورنہ جس طرح انگور کی بیل سہارے کے بغیر سکڑ کے رہ جاتی ہے، اُسی طرح ایمان بھی عمل صالح کے بدون مرجھا کے رہ جاتا ہے۔" (تدبر قرآن ۶/ ۳۶۳)

۱۰۹۔ اصل میں 'يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِن میں 'السَّيِّاٰت' مصدر کی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ
وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا
يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾
وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ
اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور (لوگو)، اللہ نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر پانی کی بوند سے، پھر تمھیں جوڑے جوڑے بنایا ہے۔ اُس کے علم کے بغیر نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے، نہ بچہ جنتی ہے اور کسی عمر والے کو نہ عمر دی جاتی ہے اور نہ اُس کی عمر گھٹائی جاتی ہے، مگر وہ بھی ایک کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔ (اِن میں سے کسی کام کے لیے وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے)۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے لیے یہ آسان سی بات ہے۔[۱۱۰] ۱۱

(یہ دنیا مجموعۂ اضداد ہے جس میں وہی توافق پیدا کرتا ہے۔ تم غور کرو)، دونوں دریا یکساں نہیں ہیں۔ ایک میٹھا ہے، پیاس بجھانے والا، پینے کے لیے خوش گوار اور ایک کھاری کڑوا ہے اور تم دونوں سے تازہ گوشت حاصل کرکے کھاتے ہو اور زینت کا سامان نکالتے ہو، جس کو پہنتے ہو۔ اور کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ اُسی پانی میں اُس کا سینہ چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں، اِس لیے کہ (دور دراز

صفت ہے، یعنی 'یَمْكُرُوْنَ الْمَكْرَاتِ السَّيِّئَاتِ'۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ فعل 'یَمْكُرُوْنَ' متعدی نہیں ہے کہ 'السَّيِّاٰت' کو اِس کا مفعول قرار دیا جا سکے۔

۱۱۰۔ مطلب یہ ہے کہ اِس مغالطے میں نہ رہو کہ اتنی وسیع و عریض دنیا کے اِن جزئیات امور کا احاطہ خدا تن تنہا کس طرح کر سکتا ہے؟ اِس کے لیے وہ یقیناً اعوان و انصار کا محتاج ہو گا۔ لہٰذا کیا بعید ہے کہ وہ یہی دیوی دیوتا اور بزرگان دین ہوں جن کی پرستش ہمارے آبا و اجداد کرتے رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ محض حماقت ہے۔ خدا اِن میں سے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ چھوٹی ہو یا بڑی، اُس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ۖ
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ ﴿١٣﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ
وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿١٤﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿١٥﴾ اِنْ

علاقوں میں) تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اِس لیے کہ اُس کا شکر ادا کرو۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے۔ دونوں ایک بندھے ہوئے وقت کے لیے چل رہے ہیں۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اُسی کی بادشاہی ہے، اور جنھیں تم اُس کے سوا پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ تم اُنھیں پکاروگے تو وہ تمھاری پکار نہ سنیں گے اور اگر سنیں گے بھی تو تمھاری فریادرسی نہ کر سکیں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ تمھیں ایک باخبر کی طرح کوئی دوسرا (یہ حقائق) نہیں بتائے گا۔[١١١] ١٢-١٤

لوگو، (اُس کی طرف سے اِس علم و تذکیر کی قدر کرو)۔ تم ہی اللہ کے محتاج ہو۔ (اُس کو

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

١١١۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح۔ اِس لیے کہ وہی اِن حقائق کا براہ راست علم رکھتا ہے۔ دوسرے سب لوگ زیادہ سے زیادہ عقلی استدلال سے کوئی بات بتا سکتے ہیں جو اصلاً استنباطی ہوتا ہے۔ اِس لیے متنبہ ہو جاؤ، غیب کے پردوں میں کیا ہے اور وہ کب اور کس طرح تمھارے سامنے آ جائے گا، اُس کو ایک حقیقی باخبر ہی جانتا ہے اور اِس وقت وہی تمھیں بتا رہا ہے کہ یہ اضداد اُسی کے آفریدہ ہیں اور اِن کے اندر جو سازگاری دیکھتے ہو، وہ بھی اُسی قادر و قیوم کی پیدا کی ہوئی ہے۔ یہ خود اِس بات کی شہادت ہے کہ ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت اور بالاتر قوت ہے جو اِن اضداد پر حاوی ہے اور اِنھیں اپنے پیش نظر مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ کوئی دوسرا اُس کے کسی ارادے اور فیصلے پر کسی نوعیت سے اثرانداز نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ زمین و آسمان میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿١٧﴾
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ
مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾

تمھارے ایمان کی کوئی ضرورت نہیں آپڑی ہے)۔ اللہ تو بے نیاز اور ستودہ صفات ہے۔ وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور (تمھاری جگہ) ایک نئی مخلوق یہاں لے آئے۔ یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ ۱۵-۱۷

(اِس لیے متنبہ ہو جاؤ۔ قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ سے دبا ہوا اپنا بوجھ بٹانے کے لیے پکارے گا تو اُس میں سے کچھ بھی بٹایا نہ جائے گا، چاہے (جس کو پکارا جائے)، وہ قرابت مند ہی کیوں نہ ہو۔[۱۱۲] (یہ نہیں سنتے تو اِنھیں اب اِن کے حال پر چھوڑو، اے پیغمبر)۔ تم صرف اُنھی کو خبردار کر سکتے ہو جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔[۱۱۳] (یہ پاکیزگی کی دعوت ہے) اور جو پاکیزگی حاصل کرتا ہے، وہ اپنے ہی لیے حاصل کرتا ہے اور (ایک دن) پلٹنا سب کو اللہ ہی کی طرف ہے۔ ۱۸

۱۱۲۔ اِس آیت میں ’مُثْقَلَة‘ سے پہلے اُس کا موصوف محذوف ہے۔ اِسی طرح، ’اِلٰى حِمْلِهَا‘ میں ’حِمْل‘ سے پہلے مضاف اور ’كَانَ‘ کے بعد اُس کا اسم محذوف ہے۔ یہ تمام محذوفات عربیت کے معروف اسلوب کے مطابق ہیں۔ ہم نے ترجمے میں جہاں ضروری تھا، اِنھیں کھول دیا ہے۔

۱۱۳۔ یعنی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہیں اور اِس بات پر اصرار بھی نہیں کرتے کہ آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی مانیں گے، بلکہ عقل کی بات عقلی استدلال ہی سے مان لیتے ہیں۔

[باقی]

---

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com